سوال

(244) دانوں والی مروجہ تسبیح کی شرعی حیثیت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آج کل رائج تسبیح جوکہ نماز کے بعد لوگ کرتے ہیں جوکہ دانوں میں پروئی ہوتی ہے۔ اس کا کیا حکم ہے۔ کیا یہ بدعت ہے یا نہیں؟ یاد رہے کہ ہمارے ہاں ایک نابینا حافظ صاحب ہیں جوکہ اپنے آپ کو حافظ الحدیث کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے یہ دانوں والی تسبیح ثابت ہے اور حدیث دار قطنی کا حوالہ دیتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر کوئی اس حدیث کو ضعیف ثابت کرے تو منہ مانگا انعام دوں گا۔ براہ مہربانی تفصیل بیان کریں (ابوطاہر محمدی، خانیوال)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مروجہ آلہ تسبیح کا صریح ثبوت میرے علم میں نہیں ہے، لہذا اس سے بچنا بہتر ہے۔ مجوزین حضرات ان روایات سے استدلال کرتے ہیں جن میں گھٹلیوں پر گننا مذکور ہے۔ مثلاً ایک عورت گھٹلیوں یا کنکریوں پر تسبیح پڑھ رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھے میں اس کام سے زیادہ آسان وافضل نہ بتادوں؟ پھر آپ نے اسے ایک دعا سکھائی۔

دیکھئے سنن ابی داود کتاب الوتر باب التسبیح بالحصی حدیث: 1500

اس کی سند حسن ہے۔ اسے امام ترمذی (3567) نے "حسن غریب" ابن حبان (الموارد: 2330) حاکم (1/548) اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ حافظ الضیاء المقدسی نے المختارہ میں ذکر کیا ہے، بعض جدید "محققین" کا اسے ضعیف کہنا غلط ہے۔ اس حسن لذاتہ روایت کے بہت سے شواہد بھی ہیں۔ دیکھئے "المنحۃ فی السبحۃ" للسیوطی (الحاوی للفتاوی 2/2)

دیگر آلات تسبیح واذکار پڑھنا جائز ہے، بدعت نہیں ہے، تاہم افضل یہی ہے کہ ہاتھ کی انگلیوں پر یہ گنتی کی جائے۔۔

دار قطنی والی روایت فی الحال مجھے یاد نہیں ہے واللہ اعلم۔ (شہادت، جون 2000ء)

جواب: سنن ابی داود (1500) کی ایک روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک عورت کھجور کی گھٹلیوں یا کنکریوں پر تسبیح پڑھ رہی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اس سے بہتر کام ایک دعا سکھائی (یعنی آپ نے اسے کنکریوں اور گھٹلیوں پر تسبیح پڑھنے سے منع نہیں فرمایا) اسے ترمذی (3568) نے حسن غریب "ابن حبان (2330) ذہبی (تلخیص المستدرک 1/547، 548) اور ضیا مقدسی (المختارہ 3/209، 210ح 1011، 1010) نے صحیح قرار دیا ہے۔

احمد بن صالح (المصری) ، ۔ عبداللہ بن وہب ، عمرو بن الحارث، سعید بن ابی ہلال اور عائشہ بنت سعد سب ثقہ وقابل اعتماد ہیں، سعید مذکور اختلاط کا الزام مردود ہے۔ خزیمہ مذکور کی توثیق ابن حبان ، ترمذی ، ذہبی اور ضیاء المقدسی نے کر رکھی ہے لہذا حافظ ابن حجر وغیرہ کا اسے (لایعرف) کہنا صحیح ہے۔ اس روایت کے بہت سے شواہد ہیں۔ (مثلا دیکھئے المنحہ فی السبحۃ للسیوطی والحاوی للفتاوی ج 2 ص 7۔2) شیخ البانیؒ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے حالانکہ یہ روایت حسن لذاتہ ہے اور شواہد کے ساتھ صحیح ہے۔ (شہادت جنوری 2003ء)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد 1۔ کتاب الصلاۃ۔ صفحہ 474

محدث فتویٰ